Quarterly Research Journal "Al-Qudwah", Volume 02, Issue 04, Oct-Dec 2024

AL-QUDWAH

ISSN(P): 2959-2062 / ISSN(E): 2959-2054

https://al-qudwah.com

سیرت طیبہ پر مستشرقین کے اعتراضات کا مستشرقین کے قلم سے جوابات: ایک تحقیقی و تقابلی جائزہ

Answers by Orientalists to the Objections of the Orientalists on Sirat Tayyaba: An Exploratory and Comparative Review

ABSTRACT

A significant number of Western writers have historically devoted extensive efforts to misrepresenting the Prophet of Islam, the beliefs of Islam, and Islamic teachings. Their aim has been to distort any aspect of Islam in a negative light. For individuals unfamiliar with Islam, this strategy could discourage their interest in learning about the religion. Through repeated and forceful assertions, these writers sought to label truth as falsehood, ultimately conditioning minds to accept these misconceptions. In their endeavor, they manipulated historical narratives and fabricated myths. Orientalists particularly targeted the character of the Prophet Muhammad (peace be upon him) due to his central role in Islam. While the Quran remains the unaltered primary source of Islamic teachings, they recognized that it was revealed to the Prophet Muhammad (PBUH). Consequently, they focused on portraying his life negatively, aiming to depict his biography in ways that would appeal to popular interest while embedding misleading elements intended to fuel anti-Islamic sentiment. Despite the concerted efforts of these Orientalists, their attempts ultimately failed to achieve their intended impact.

Keywords: *Misrepresenting, Distort, Prophet Muhammad (PBUH), Orientalists, Historical narratives, Anti-Islamic sentiment*

AUTHORS

Muhammad Riaz Ud Din*
MPhil Scholar, Mohi Ud Din Islamic University, Narian Sharif, AJK:
muhammadriazuddin541@gmail.com

Muhammad Fiaz Ud Din**
MPhil Scholar, Mohi Ud Din Islamic University, Narian Sharif, AJK:
muhammadfiazuddin1@gmai.com

Bagh Hussain***
Assistant Professor, Mohi Ud Din Islamic University, Narian Sharif, AJK:
baghhussain211@gmail.com

Date of Submission: 20-10-2024
Acceptance: 05-11-2024
Publishing: 12-11-2024

Web: https://al-qudwah.com
OJS: https://al-qudwah.com/index.php/aqrj/user/register
e-mail: editor@al-qudwah.com

***Correspondence Author:**
Muhammad Riaz Ud Din*MPhil Scholar, Mohi Ud Din Islamic, University, Narian Sharif, AJK.*

اللہ تعالی نے مسلمانوں پر اپنا خاص کرم فرمایا اپنی عظیم کتاب کا تحفہ اور رسول ﷺ جیسی عظیم ہستی عطا کی آپ امت مسلمہ کے لیے اللہ تعالی کی طرف سے عطا کردہ ایک خاص نعمت ہیں، آپ ﷺ کی زندگی مسلمانوں کے لیے بہترین نمونہ قرار دی گئی آپ ﷺ کی سیرت کا ہر پہلو امت مسلمہ کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ سیرت النبی ﷺ کا موضوع ہر دور میں مسلم علماء مفکرین کی فکر و توجہ کا مرکز رہا ہر ایک نے اپنی وسعت و توفیق کے مطابق اس پر خامہ فرسائی کی ۔ آپ کی سیرت کا مطالعہ کرنا ہمارے ایمان کا حصہ ہے جیسے اللہ تعالی نے قران مجید میں ارشاد فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ[1]

یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے۔

ہر دور میں اللہ تعالی نے اپنے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا اور انبیاء کرام کے چاہنے والے بھی تھے اور انبیاء کرام سے بغض وعناد رکھنے والے لوگ بھی موجود تھے۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر اعتراض کرنے والے مستشرقین موجود ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کی سیرت کو داغدار کرنے کے لیے مضموم حملے کیے۔ مستشرقین میں کچھ ایسے بھی تھے کہ جنہوں نے آپ ﷺ کے خلاف کوئی الزام تراشہ اور دوسرے مستشرق نے اس کی تردید کر دی اا س سے بڑی دلیل کیا ہو سکتی ہے ؟ اس مقالے میں مستشرقین کی طرف سے کیے گئے اعتراضات کا جواب مشرقین کے ہی قلم سے دینے کی حتی المقدور کوشش کی جائے گی۔

یہ مقالہ درج ذیل مباحث پر مشتمل ہو گا۔

- **مستشرقین کا تعارف**
- **مستشرقین کے نام جنہوں نے سیرت طیبہ پر اعتراضات کیے**
- **مستشرقین کے سیرت طیبہ پر اعتراضات اور ان کا جواب**
- **خلاصہ کلام**
- **نتائج الباحث**
- **مصادر و مراجع**

مستشرقین کا تعارف:

اہل مغرب بالعموم اور یہود و نصاری بالخصوص جو مشرق اقوام خصوصا ملت اسلامیہ کے مذاہب، زبانوں، تہذیب و تمدن، تاریخ، ادب، انسانی قدروں، اور ملی خصوصیات، وسائل حیات اور امکانات کا مطالعہ معروضی تحقیق کے لبادے میں اس غرض سے کرتے ہیں کہ ان اقوام کو اپنا ذہنی غلام بنا کر ان پر اپنا مذہب اور اپنی تہذیب مسلط کر سکیں اور اس پر سیاسی غلبہ حاصل کر کے ان کے وسائل حیات کا استحصال کر سکیں ان کو مستشرقین کہا جاتا ہے۔[2]

---

[1] القران:21/33

[2] الاستشراق سالت الاستعمار دستور محمد ابراہیم الفیومی قاہرہ(1993ء)،ص2143

مغربی اہل قلم کی ایک پوری جماعت نے اپنے آپ کو دل و جان سے اس بات کے لیے وقف کر دیا کہ جس طرح بھی ممکن ہو پیغمبر اسلام، عقائدِ اسلام اور احکامات اسلام غرضیکہ اسلام سے متعلق ہر شے کو منفی طور پر اور ایسا مسخ کر کے پیش کیا جائے کہ اسلام سے ناواقف کسی شخص کا دل اسلام کے مطالعے کی طرف مائل ہی نہ ہو۔ سچ کو اس طرح بار بار اور پر زور طریقے پر جھوٹ کہا جائے کہ رفتہ رفتہ دماغ اسے جھوٹ ہی سمجھنے پر مجبور ہو جائیں ان مصنفین کی ساری دلچسپی اس بات میں تھی کہ اسلام کو کس طرح مسخ کر کے پیش کیا جائے خواہ وہ اس کے لیے تاریخ کا گلا گھونٹنا پڑے یا نت نئے افسانے تراشنے پڑیں اسلام کی پھوٹتی ہوئی روشنی کی کرنوں کو منہدم کرنے کی ناپاک جسارت کرنے کے لیے مستشرقین کی نظر انتخاب سب سے پہلے سیرت طیبہ پر پڑی ایسا کرنے میں کئی مصلحتیں تھیں اسلام کا بنیادی ماخذ تو قرآن پاک ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ پر قرآن مجید نازل ہوا اس لیے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی کو ہی دین اسلام کی بنیاد سمجھ کر آپ کی زندگی کے ہر پہلو کو منفی انداز میں پیش کرنے کی ناپاک کوشش میں مصروف عمل رہے اور سیرت طیبہ میں جا بجا عامیانہ افسانوں کی آمیزش کی جائے اور اس درجے سنسنی خیز بنا دیا جائے کہ اس سے عوام الناس کو بھی دلچسپی پیدا ہو جائے اور ان کی اسلام دشمنی راسخ ہو جائے مستشرقین ہر ممکن کوشش کرتے رہے لیکن وہ ناکام رہے۔ جن کی تائید میں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ[3]

وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھا دیں، اور اللہ اپنا نور پورا کر کے رہے گا اگرچہ کافر برا مانیں۔

اس آیت مقدسہ کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں وہ جتنی کوشش کر لیں یہ ایک ایسا نور ہے جو بجھنے والا نہیں ہے بلکہ یہ ہمیشہ روشن ہی رہے گا اگرچہ کافر برا جانے۔

استشراق کی تعریف:

غیر مشرقی لوگوں کا مشرقی زبانوں تہذیب فلسفے ادب اور مذہب کے مطالعے میں مشغول ہونے کا نام استشراق ہے،[4]

مذکورہ بالا تعریف کی رو سے جو غیر مشرقی عالم مشرقی علوم کے لیے اپنے آپ کو وقف کرے مستشرک کہا جاتا ہے۔ مشرقی زبانوں، آداب اور علوم کے عالم کو مستشرق کہا جاتا ہے اور اس علم کا نام استشراق ہے۔

سیرت طیبہ پر اعتراضات کرنے والے مستشرقین:

اسلام کے خلاف مستشرقین کی ایک بڑی تعداد جنہوں نے اسلام کے خلاف اور پیغمبر اسلام کے خلاف لکھا لیکن یہاں ہم چند مستشرقین کے نام پر اکتفاء کریں گے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت پر اپنی ناپاک تحریروں اور تصانیف سے وار کیے۔

1۔ جان آف دمشق

مغربی دنیا میں رسول اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ اور پاکیزہ سیرت کو موردِ الزام ٹھہرانے اور آپ ﷺ کے خلاف اظہارِ عداوت کی تحریک کا آغاز نام ور عیسائی مستشرق جان آف دمشق (700 یا 749ء) سے ہوا۔ یہی وہ پہلا شخص ہے جس نے ایک منظم منصوبے کے تحت اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف منفی تحریروں، دشمنی کی تحریک کا آغاز اور مناظروں کا دور شروع کیا۔ بعد ازاں یہی بیزنطینی روایات کا مصدرِ اوّل تسلیم کر لیا گیا۔ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف نفرت، دشمنی اور سب و شتم کا سلسلہ سب سے پہلے اسی نے شروع کیا، یہی وہ پہلا عیسائی مشنری

---

[3] القرآن 16:08

[4] الاستشراق والمستشرقین، دکتور محمد احمد رباب قاہرہ (1989ء) ص:10

تھا جس نے آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر جنسی و شہوانی الزامات کی بھرمار کر کے جنسی اتہامات کا طومار کھڑا کیا۔ اس کا تیار کردہ لٹریچر ازمنہ وسطیٰ سے عہدِ حاضر تک مغرب کی عیسائی دنیا (مستشرقین) کے لیے بنیادی ماخذ کا کام دیتا رہا۔ جان کے بعد آنے والے قرون وسطیٰ کے بیشتر عیسائی مصنفین نے اس کی پیروی کرتے ہوئے تصویر رسول کو خوب بگاڑا، گھسے پٹے الزامات واتہامات عائد کیے اور چبائے ہوئے نوالوں کو پھر سے چبایا، بظاہر اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے مآخذ کم وبیش یکساں تھے۔ اس لیے جب بھی انہوں نے سیرت پر قلم اٹھایا تو نظم ہو یا نثر، دونوں میں سیرت ختم الرسل ﷺ کو افراط و تفریط کے سانچوں میں ڈھال کر محض خیال وقیاس کے سہارے پیش کیا۔ اس تفصیل کا مدعا یہ ہے کہ ظہورِ اسلام کے بعد کئی صدیوں تک بھی مسیحی نفرت وعداوت کی آگ ٹھنڈی نہیں ہوئی تھی، اور اہلِ مغرب پیغمبرِ اسلام ﷺ کو بدستور (نعوذ باللہ نقل کفر، کفر نہ باشد) جھوٹا قرار دیتے رہے۔

جان آف دمشق نے ایک باقاعدہ اسکیم کے تحت دینِ برحق کے خلاف تحریک چلائی۔ اسلام کو بت پرست مذہب سے تعبیر کیا اور کعبۃ اللہ کو (نعوذ باللہ) بت کے نام سے موسوم کیا۔ چونکہ اسلام پر اعتراض کرنے کے لیے سرکارِ دوعالم ﷺ کی سیرت، شخصیت اور دعوت کو موردِ الزام ٹھہرانا ضروری تھا، لہٰذا اس نے رسولِ رحمت ﷺ کی مبارک زندگی اور سیرت و کردار پر حملہ شروع کیا۔ آپ ﷺ کی نبوت کا انکار کر کے خاتم المعصومین ﷺ کو دیومالائی قصّوں کا ہیرو قرار دیا۔ داستان سازی کے اس صنعت خانے میں رسالت مآب ﷺ کے بارے میں طرح طرح کے افسانے اور مضحکہ خیز خرافات گھڑے گئے، یہی من گھڑت کہانیاں لاطینی تاریخ اور بعد ازاں عیسائی چرچ کی تاریخ وروایات کا حصہ بن گئیں۔"[5]

2۔ عبد المسیح بن اسحاق الکندی

اسلامی تعلیمات اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف اظہارِ نفرت اور عداوت کے جذبے سے جو لوگ سرشار تھے ان میں ایک بدنام زمانہ نام عبد المسیح بن اسحاق الکندی کا ہے۔ سید الاولین والآخرین ﷺ کی سیرت و کردار اور اسلام کے خلاف جو ادبی لٹریچر تیار کیا گیا، ادب کے اسی انبار میں ایک رسالہ قابل ذکر ہے، یہ رسالہ عبد المسیح بن اسحاق الکندی کی طرف منسوب ہے، چوں کہ اس کا اثر مستشرقین پر آج تک موجود ہے، یہ انیسویں صدی عیسوی میں پروٹسٹنٹ مشنری اسکول کے استعمال کے لیے 1880ء میں لندن سے شائع کیا گیا۔ دنیا کے مختلف زبانوں میں اس رسالے کے تراجم ہوئے۔ اس رسالے کے مرکزی مضامین میں سیرتِ محمد ﷺ کو جنس (تعدّدِ ازواج) اور جنگ سے ملوّث کرنا اور دیگر مختلف قسم کے اتہامات شامل تھے۔

3۔ منٹگمری واٹ

عیسائی دنیا کے جن لوگوں نے سرورِ کونین ﷺ کی ذاتِ اطہر کو ہدفِ طعن بنایا ان میں منٹگمری بھی شامل ہے۔ رحمۃ للعالمین ﷺ کی ذات بابرکات پر جنسی اتہامات اور اس حوالے سے اٹھائے گئے اعتراضات وشبہات کا سلسلہ مستشرقین کے لٹریچر کا باقاعدہ حصہ قرار پایا اور اس کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔"[6]

---

[5] ندوی، اسلام اور مستشرقین، ص: 3:14،15

[6] ندوی، اسلام اور مستشرقین، ص:3،17

4۔ جیفری پیرنڈر

جیفری کا شمار ان عیسائی مصنفین میں ہوتا ہے کہ جنہوں نے امام الانبیاء ﷺ کی سیرت کے خلاف تحریری مواد تیار کیا، اور مستشرقین و اہلِ یورپ کو متعصبانہ اور غیر منصفانہ لٹریچر فراہم کیا جس کے نتیجے میں بہت سے لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا ہوئے۔ جیفری نے سرکارِ دو جہاں ﷺ کے تعددِ ازواج کو بطورِ خاص نشانہ بنایا۔ عیسائی مصنف(Geoffrey Parrinder) "Sex in the world's Religions" میں ایک سے زائد شادیوں (Poly Gamy) کو آپ ﷺ کی پیغمبرانہ شان کے منافی اور خود پیغمبری کے منصب کے لیے قابلِ مذمت گردانتا ہے۔"[7]

5۔ ول ڈیورنٹ

مغربی دنیا کے جن لوگوں نے خاتم الانبیاء ﷺ کی پاکیزہ سیرت کو منفی انداز میں دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے اپنے قلم کا استعمال کیا، اور دنیا کے سامنے تحریری مواد پیش کر کے اپنے متعصبانہ سوچ کا عملی ثبوت پیش کیا ان میں ول ڈیورنٹ بھی شامل ہے۔ جس نے ایک کتاب لکھی جس کا نام "دی ایج آف فیتھ" ہے، اس کتاب میں سید الاولین والآخرین ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر تنقیدی تبصرہ کر کے آپ ﷺ کی پاکیزہ اور مثالی سیرت کو دنیا کے سامنے غلط طریقے سے پیش کرنے کی کوشش کی۔ اس کتاب میں رسول اکرم ﷺ کی شخصیت کو نہایت نامناسب انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

6۔ جارج سیل۔ ڈی بولان ویلیئرز (De Boulainvilliers)

جارج سیل نے قرآن کا ترجمہ کیا۔ جو 1934ء میں شائع ہوا۔ اور ڈی بولان ویلیئرز سیرت رسول ﷺ پر کتاب لکھی۔ سیورے (Savary) کا ترجمہ قران جو 1752ء میں شائع ہوا۔

9۔ ٹار انڈرائے

سیرت رسول کے متعلق اس نے کتاب لکھی۔

10۔ والٹیر(Voltaire)

ان کے علاوہ اور بھی غیر مسلم دانش ور اور اہل قلم ہیں جنہوں نے سیرت رسول ﷺ کو مشکوک ٹھرانے کی کوشش ہیں۔ ان کے یہ نام ہیں: ڈینیل پائپس " (Danial Pipes) گیبریل برجٹ، (G Brigitte Gabriel) برناڈلیوس، مائکل انفرے، (Michel Onfray) ریچرڈڈاوکنس، (Richerd Dawkins) سیم ہریس، (Sam Harris) کرسٹوفر ہاکنس، (Christopher Hitchens) ریچرڈ کیریئر، (Richerd Carrier) پاٹ کنڈل، (Pat Candell) آر. البرٹ مولر (R.Albert Mohler) وغیرہ۔

مستشرقین کے سیرت طیبہ پر اعتراضات مع جوابات:

مستشرقین نے حضور کی شخصیت پر اعتراضات کیے ہیں اس کی مختلف نوعیتیں ہیں۔ حضور ﷺ کا دامن اتنا شفاف ہے کہ مستشرقین کی ذریت نہ اسے پہلے آلودہ کر سکی ہے اور نہ آئندہ کر سکے گی۔ آپ ﷺ کا مقام اتنا بلند ہے کہ اسے گھٹانے کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی۔ نبی کریم ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ میں بھی یہودی اور عیسائی ایسے ایسے ناپاک الزامات تراشتے رہے اور آپ ﷺ کی ذات مبارکہ پر اعتراضات کرتے رہے یہود مدینہ اگر ایک طرف مسلمانوں کے وجود کا صفایا کرنے کے لیے قریش مکہ کے ساز باز کیے ہوئے تھے تو دوسری طرف

[7] Geoffrey Parrinder, Sex in the World's Religion (London: Sheldon Press, 1996), 151

وہ مسلمانوں کے دل سے اسلام کی تعلیمات کو مشکوک ٹھہرانے کے لیے بڑے الٹے سیدھے اعتراضات کرتے تھے تاکہ مسلمان اتنا متنفر ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو جائیں اور انہیں مدینہ سے نکال کر باہر کریں یہ ایسی کوشش تھی کہ اگر وہ کامیاب ہو جاتے تو مسلمانوں کے لیے بڑے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں مگر خود اللہ تعالی نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے معقول جواب دیے، بہت سے اعتراضات کیے جن میں سے صرف ایک پر اکتفاء کرتے ہیں۔

تحویل قبلہ کا حکم آیا تو یہود نے اس کو بھی برداشت نہ کیا اور کہا کہ یہ مسلمان بھی کیا عجیب لوگ ہیں کہ بیٹھے بیٹھائے انہوں نے اپنا قبلہ بدل دیا نئے قبلے کی طرف منہ کر لیا، اسی طرح فتح مکہ کے بعد خطہ عرب میں کوئی ایسی چنگاری نہ بچی جو مسلمانوں کی جمعیت کو بآسانی خاکستر کر سکے وصال نبوی ﷺ کے پاس صحابہ کرام دین اسلام کی اشاعت کی جدوجہد کرتے رہے جس کے نتیجے میں بہت جلدی اسلام دور دراز ملکوں میں پہنچ گیا مصر فرانس اور افریقہ کے عیسائی ہوں یا یہودیوں کی مختصر تعداد سب نے مسلمانوں کی اطاعت قبول کی اسلام کی اس مقبولیت اور برتری کو دیکھ کر عیسائیوں کے بعض مذہبی رہنما نے کروٹ بدل لی اور اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے لیے اسلام اور نبی کی سیرت کو ہدف تنقید بنایا تاریخی حوالوں سے واضح ہوتا ہے کہ سب سے پہلے جس مذہبی رہنما نے اسلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر اعتراض کیا وہ جان آف دمشق (پ:676) تھا۔ اس طرح مشرقین نے سیرت طیبہ پر اعتراضات کیے جو بے بنیاد اور من گھڑت تھے۔

مستشرقین نے نبی ﷺ کی سیرت پر اعتراضات کیے تو بعض مستشرقین نے ہی ان کے اعتراضات کو رد کر دیا یہاں ہم چند اعتراضات ایسے ذکر کریں گے جو نبی ﷺ کی سیرت طیبہ پر مستشرقین کی طرف سے کیے گئے۔

نبی ﷺ کی تعدد ازواج پر مستشرقین کے اعتراضات

جان آف دمشق نے رسالت مآب ﷺ کی مقدس باعفت وعصمت شخصیت پر جنسی اتہامات کا جو طومار کھڑا کیا وہ بعد میں مغربی اسکالرز کی تحقیق وریسرچ کا موضوع بن گیا۔ اسی نے حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے واقعے کو ایک افسانہ بنا دیا، یہی افسانے یورپ میں کلاسیکی موضوعات بن گئے۔ ساتھ ہی جان آف دمشق نے تعدّد ازواج (Poly Gamy)، طلاق اور اس قسم کے دیگر مسائل کو بھی اچھالا۔

ول ڈیورنٹ (Will Durant) اپنی اسی تصنیف "The Age of Faith" میں لکھتا ہے:

"Women and power were his only indulgences[8]"

یعنی عورتیں اور اقتدار ہی بس آپ کی مصروفیات تھیں۔ تقریباً آٹھویں صدی عیسوی سے عیسائی یورپ نے اسلام کو اپنا عظیم دشمن سمجھنا شروع کیا جو عسکری اور روحانی دونوں حلقہ اثر میں اس کے لیے خطرہ تھا۔ اسی مہلک خوف کے زیرِ اثر عیسائی دنیا نے اپنے اعتقاد کو سہارا دینے کے لیے اپنے ذہن کو ممکنہ حد تک انتہائی ناپسندیدہ نظروں سے پیش کیا... بارہویں اور تیرہویں صدی عیسوی میں تراشا گیا اسلام کا تصور اہل یورپ کی فکر اور سوچ پر غالب رہا ہے۔

8 Durant, The Age of Faith,..p: 172-173

منٹگمری واٹ (Watt, W. Montgomery)

مغرب کی عیسائی دنیا کا نام ور مستشرق منٹگمری واٹ (Watt, W. Montgomery) تاریخی حقیقت کو جھٹلاتے ہوئے لکھتا ہے:

We conclude, then, that virilocal poly gamy, or the multiple virilocal family, which for long was the distinctive feature of Islamic society in the eyes of Christendom, was an innovation of Muhammad's. There may have been some instances of it before his time, but it was not widespread, and it was particularly foreign to the outlook of the Medinans[9].

ایک خاوند اور متعدد بیویوں پر مشتمل گھرانہ جو مدتوں عیسائیوں کی نظروں میں اسلامی معاشرے کی خصوصی شناخت رہا، وہ محمد ﷺ کے ذہن کی اختراع تھی۔ ممکن ہے ان سے پہلے اس کی چند مثالیں موجود ہوں لیکن یہ رسم عام نہ تھی اور خصوصاً اہلِ مدینہ کے لیے یہ بات بالکل نئی تھی۔

مستشرقین کے قلم سے جوابات:

مذکورہ بالا حقائق کے برعکس بعض مستشرقین ایسے بھی گزرے ہیں جنہوں نے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ عیسائی دنیا میں رحمتِ عالم ﷺ کے بارے میں جو لٹریچر تیار کیا گیا ہے وہ حقیقت کے برعکس اور مبنی بر تعصب ہے اور یہ کہ اربابِ استشراق آپ ﷺ کے بارے میں تعصب کے شکار ہیں۔ اس ناقابلِ تردید اور تاریخی حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے:"A History of Medieval Islam" کا مصنف مغربی دانشور جے جے سانڈرس (J.J. Saunders) لکھتا ہے:

"اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ پیغمبرِ عربی ﷺ کو عیسائیوں نے کبھی بھی ہمدردی اور توجہ کی نظر سے نہیں دیکھا، جن کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شفیق ہستی ہی آئیڈیل رہی ہے، صلیبی جنگوں سے آج تک محمد ﷺ کو متنازع لٹریچر میں بطور طعن پیش کیا گیا ہے۔ ان کے متعلق بے ہودہ کہانیاں پھیلائی گئیں اور طویل عرصے تک ان پر یقین کیا جاتا رہا ہے۔"[10]

اس ناقابلِ تردید حقیقت کا اعتراف مغربی دنیا کے دریدہ دہن مستشرق ڈبلیو منٹگمری واٹ (Watt.W.Montgomery) کو بھی ہے، موصوف اپنی کتاب اسلام کیا ہے؟ میں رقم طراز ہے: مشکل یہ ہے کہ ہم اس گہرے تعصب کے وارث ہیں جس کی جڑیں قرونِ وسطیٰ کے جنگی پروپیگنڈے میں پیوست ہیں۔ اب اس کا وسیع پیمانے پر اعتراف کیا جانا چاہیے۔"[11]...ڈاکٹر واٹ (Watt "Muhammad at Macca) میں لکھتا ہے: 'تاریخ کی عظیم ترین شخصیات میں سے مغرب میں محمد ﷺ کی سب سے کم پذیرائی ہوئی ہے۔ مغربی مصنفین محمد ﷺ کے بارے میں بدترین چیز پر بھی یقین کرنے کو تیار رہتے ہیں، اور جہاں کہیں انہیں اپنے کسی فعل کی قابلِ اعتراض توضیح ممکن دکھائی دی، فوراً اسے ایک حقیقت تسلیم کرنے پر آمادہ ہوگئے۔"[12]

---

[9] William Montgomery Watt, Muhammad at Madina (Oxford: Oxford University Press, 1956), 277.

[10] John Joseph Saunders, A History of Medieval Islam (Canada: Routledge and Kegan Paul Ltd, 1965), 34, 35

[11] عبد الخالق (ہندوستان، الفرقان پبلشرز، 1968ء)، 1- 2 ڈبلیو منٹگمری واٹ، اسلام کیا ہے (مترجم)

[12] قریشی، شانِ رسالت ﷺ میں گستاخی کی بحث کا تنقیدی جائزہ، ص:39

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (1984ء) میں پیغمبر اسلام ﷺ پر جو مقالہ ہے، اس کے آخر میں مقالہ نگار نے تصریح کی ہے کہ بہت کم بڑے لوگ اتنے زیادہ بدنام کیے گئے ہیں جتنا کہ نبی رحمت ﷺ کو بدنام کیا گیا۔ قرونِ وسطیٰ کے یورپ کے مسیحی علماء نے ان کو فریبی اور عیاش اور خونی انسان کے روپ میں پیش کیا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کے نام کا ایک بگڑا ہوا تلفظ مہاونڈ (نعوذ باللہ) شیطان کے ہم معنی بن گیا۔ سرکارِ دو عالم ﷺ اور ان کے مذہب کی یہ تصویر اب بھی کسی قدر اپنا اثر رکھتی ہے۔ انگریز مصنف تھامس کارلائل پہلا قابلِ ذکر مغربی شخص تھا، جس نے 1840ء میں بتاکید واضح طور پر کہا کہ محمد ﷺ یقیناً سنجیدہ تھے، کیوں کہ یہ فرض کرنا بالکل مضحکہ خیز ہے کہ ایک فریبی آدمی ایک عظیم مذہب کا بانی ہو سکتا ہے:

حضور ﷺ کی عظمت و صداقت کا دشمنوں نے بھی اعتراف کیا۔

حضور ﷺ کی عظمت اور صداقت کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ ﷺ کے دشمن آپ کے خلاف کبھی کسی کا ایک الزام پر متفق نہیں ہو سکے ایک مستشرق نے آپ کے خلاف جو الزام تراشا، دوسرے مستشرق نے اس کی تردید کر دی۔ ایک دشمن نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے کردار کو مجروح کرنے کے لیے کوئی شوشہ چھوڑا تو دوسرے دشمن نے اس کو بے بنیاد قرار دے دیا ہمیں مستشرقین کی تحریروں میں سے اس قسم کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں لطف کی بات یہ ہے کہ جو لوگ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے خلاف لگائے جانے والے کسی الزام کی تردید کرتے ہیں ان کے دل بھی آپ کے خلاف بغض اور کینے سے بھرے ہوتے ہیں وہ ایک الزام کی تردید کرتے ہیں اور کوئی دوسرا الزام اس سے پہلے بھی زیادہ ہولناک اور بے بنیاد تراش کر حضور کے کردار کو داغدار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

سیورے (Savary)

سیورے (Savary) کا ترجمہ قران جو 1752ء میں شائع ہوا اس میں بھی اس کا رویہ اظہار کیا گیا۔ وہ محمد ﷺ کو ان غیر معمولی شخصیات میں سے ایک قرار دیتا ہے جو صفحات تاریخ پر کبھی کبھی نمودار ہوتی ہیں اپنے ماحول کی تشکیل نو کرتی ہیں اور لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر کامیابی کی راہوں پر گامزن ہوتی ہیں سیورے (Savary) کا خیال ہے کہ جو لوگ محمد ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں انہیں ان کی زندگی کے ان کارناموں پر حیرت کا اظہار کرنا چاہیے جو موافق حالات میں بھی صرف ایسے لوگ سر انجام دیتے ہیں جو نابغہ روزگار ہوں ان کو محمد ﷺ نے بت پرستی کے ماحول میں جنم لیا لیکن اس سطح سے بلند ہو کر وہ خدا ہی واقف کی عبادت تک پہنچے۔ انہوں نے اپنے سفروں میں مشاہدہ کیا کہ فرقوں میں بنے ہوئے عیسائی کس طرح ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالتے ہیں اور کس طرح یہودی جو اپنے آپ کو حزب مختار سمجھتے ہیں وہ اپنے ضابطوں سے چمٹے ہوئے ہیں اس کے مقابلے میں محمد ﷺ نے ایک نیا عالمی مذہب قائم کرنے کی کوشش کی اس مقصد کے لیے انہوں نے ایسے سادہ عقائد وضع کیے جن کو عقل تسلیم کرتی ہے مثال کے طور پر اس خدائے واحد پر ایمان جو نیکیوں پر ثواب اور برائیوں پر عذاب دیتا ہے لیکن سیورے (Savary) کا خیال ہے کہ لوگوں کو یہ مذہب قبول کرنے پر ابھارنے کے لیے محمد کے لیے ضروری تھا کہ وہ مافوق البشر طاقت کا دعویٰ کریں، اس لیے انہوں نے مطالبہ کیا کہ انہیں خدا کا رسول تسلیم کیا جائے یہ ایک مقدس فراڈ تھا جو نظریہ ضرورت کے تحت ناگزیر ہو گیا تھا۔ انہوں نے عیسائیت اور یہودیت کے ان اخلاقی ضابطوں کو قائم رکھا جو گرم علاقوں میں رہنے والی اقوام کے مزاج سے مطابق رکھتے ہیں ان کی سیاسی اور عسکری اہلیت لوگوں پر حکومت کرنے کی صلاحیت غیر معمولی تھی سیورے (Savary) ایک روشن خیال مغربی شخص تھا جس نے بجا طور پر محمد ﷺ کو ایک پیغمبر کہنے سے انکار کر دیا لیکن وہ کم از کم اس بات پر مجبور ہو گیا کہ وہ محمد کو تاریخ انسانی کی عظیم ترین شخصیات میں سے ایک شمار کرے۔

مذکورہ بالا عبارت سے یہ بات واضح ہوئی کہ نبی ﷺ کی ذات مبارکہ پر اعتراضات کرنے والے لوگوں کے قلم سے ہی اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی ذات کو عظیم ترین شخصیت لکھوایا۔

جارج سیل

جارج سیل نے قرآن کا ترجمہ کیا مستشرقین نے غیر عیسائی مذہب کی قدردانی کا جو رویہ اپنایا تھا، اسلام کے متعلق بھی انہوں نے اسی رحیمانہ رویے کو اختیار کیا جارج سیل،[13] " جس کا ترجمہ قرآن 1734ء میں شائع ہوا جو طویل عرصے ایک معیاری ترجمے کے طور پر متعارف رہا اس نے محمد ﷺ کو نوما (Numa) اور تھیسیس (Theseus) کا ہم پلہ قرار دیا۔

اس سے پہلے اس سے کچھ عرصہ پہلے ڈی بولان ویلیئرز (De Boulainvilliers) نے محمد ﷺ کی سیرت پر ایک کتاب لکھی تھی یہ کتاب لکھنے سے اس کا واضح مقصد یہ تھا کہ اسلام کی عیسائیت پر فوقیت ظاہر کرے اس نے محمد ﷺ کو ایک عقلمند اور روشن ضمیر واضح قانون کے طور پر پیش کیا جس نے عیسائیت اور یہودیت کے مبہم عقائد کی جگہ ایک معقول مذہب متعارف کرانے کی کوشش کی۔

والٹیر (Voltaire)

1742ء میں والٹیر (Voltaire) نے اپنے المیے (Mahomet) میں محمد ﷺ کی شخصیت کی قدردانی کے رویے کے بالکل برعکس رویہ اختیار کیا وہ اپنی کتاب کے دیباچے میں " بولان ویلیرز " اور "سیل" پر شدید تنقید کرتا اور کہتا ہے کہ اگر محمد ﷺ ایک پیدائشی شہزادے ہوتے یا رائے عامہ کی مدد سے مسند اقتدار تک پہنچے ہوتے تو اور انہوں نے اپنے ملک میں پر امن قوانین نافذ کیے ہوتے اور دشمن کے خلاف اپنے ملک کا دفاع کیا ہوتا، تو اس صورت میں ان کی عزت کرنا ممکن تھا۔ لیکن جب ایک اونٹ فروش بغاوت کو ہوا دے، جبریل علیہ السلام سے ہم کلامی کا دعوی کرے ایک ایسی ناقابل فہم کتاب کے آسمان سے نازل ہونے کا دعوی کرے جس کا ہر صفحہ عقل سے متصادم ہو، جب وہ اس کتاب پر ایمان لانے کے لیے مردوں کو قتل اور عورتوں کو اغوا کرے تو اس رویے کا دفاع کے لیے کوئی شخص اس وقت کھڑا ہو سکتا ہے جبکہ یا تو وہ ترک پیدا ہوا ہو یا اوہام پرستی نے ان کے باطن میں فطری روشنی کی ہر لہر کو بجھا دیا ہو۔

" والٹیر " تسلیم کرتا ہے کہ اس نے اپنے ڈرامے میں جن برائیوں کو محمد ﷺ کی طرف منسوب کیا ہے ان برائیوں کا ارتکاب انہوں نے جان بوجھ کر نہیں کیا لیکن ایک آدمی جو اپنی ہی قوم کے خلاف تلوار اٹھاتا ہے اور وہ یہ کام خدا کے نام پر کرنے کی جسارت کرتا ہے کیا وہ اس قابل نہیں کہ اس کے خلاف کچھ بھی کہا جا سکے؟" والٹیر " نے اپنی بات کی تصنیف "Essai Surles Moeurs" میں محمد ﷺ کے متعلق قدرے نرم رویہ اختیار کیا ہے۔ اس نے اس کتاب میں ان کی عظمت اور اہلیت کا اعتراف کیا ہے۔ لیکن اس رویے کے باوجود محمد کو ظالم اور متشدد قرار

---

[13] یہ وہی جارج سیل ہے جس نے اپنے ترجمہ قرآن کے مقدمے میں دل کھول کر اسلام پر وار کیے ہیں۔

دینے میں وہ اپنے سابقہ رویے پر برقرار رہا اور اس نے اس بات پر زور دیا کہ محمد کے مذہب میں کوئی بات نئی نہیں سوائے اس دعویٰ کے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔[14]

کارلائل:

8مارچ 1840ء بروز جمعہ، جب کارلائل نے " ہیرو زاینڈ ہیرو ورشپ" پر اپنے دوسرے لیکچر میں محمد ﷺ کی شخصیت کا بیان شروع کیا تو اس نے کہا عام خیال یہ ہے کہ محمد ﷺ ایک مکار اور مجسم جھوٹ تھے اور آپ کا مذہب بہروپیا پن اور حماقت کا امتزاج تھا لیکن (کارلائل کے خیال میں) اس قسم کے خیالات ہمارے اپنے کردار کی عکاسی کرتے ہیں۔ 18 کروڑ انسان اسلام کو سچا مذہب تسلیم کرتے ہیں۔ لاتعداد انسانوں کی زندگیوں کے لیے محمد ﷺ کے اقوال روشنی کے ستاروں کی حیثیت رکھتے ہیں کیا یہ ممکن ہے کہ خدا کی مخلوق میں اس سے اتنی کثیر تعداد میں لوگ ایک ایسی چیز کی خاطر جیئے اور مرے ہوں جو مقدس فراڈ قرار دیے جانے کے قابل ہے؟ اگر بہروپیے پن کو انسانی اذہان پر اتنی ہی قدرت حاصل ہے تو پھر ہمیں اس دنیا کے بارے میں کیا خیال کرنا چاہیے ؟ یہ مفروضہ اس دور تشکیک کی پیداوار ہے اور ذہنی معذوری اور روحانی موت کی غمازی کرتا ہے۔ اس سے زیادہ بے خدا نظریہ کبھی پیش نہیں کیا گیا۔

کارلائل کے خیال میں محمد ﷺ مخلص تھے، جیسے کہ ہر عظیم انسان مخلص ہوتا ہے کیونکہ ان کے لیے مخلص ہونا ضروری تھا خلوص کی کمی کہ شدید احساس کے باوجود وہ مخلص تھے عالم وجود کے عظیم سچائیوں نے انہیں اپنے نرغے میں لے رکھا تھا اور وہ ان سے دامن نہ بچاسکتے تھے دوسرے لوگ حقیقت سے چشم پوشی کرسکتے ہیں اور خود فریبی میں زندگی بسر کرتے ہیں لیکن ان کی نظروں میں حقیقت ایک حیران کن چیز تھی جو ایک چمکدار روشنی کی شکل میں ان کی نظروں کے سامنے رہتی تھی اس قسم کا انسان عظیم انسان ہوتا ہے"[15]

سطور بالا میں ہم نے "نار انڈ ڈرائے" کے الفاظ میں کارئین کو یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ مستشرقین حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی مقدس شخصیت کے متعلق کس قسم کے مفروضے گھڑتے اور انہیں پھیلاتے رہے ہیں سیرت طیبہ کے متعلق بعض مستشرقین کی تحریروں کو پڑھنے والا صاحب دل مسلمان کبھی کبھی یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ اپنے آقا و مولا کی لغت پڑھ رہا ہے جو ایک کافر کے قلم سے نکلی ہے۔ اس قسم کی چیزیں پڑھ کر مسلمان ان مستشرقین کی صاف دلی اور عظمت کے قائل ہو جاتے ہیں جن کے قلم سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تعریف نکلی ہو لیکن جو آدمی صرف ان چند جملوں تک اپنے آپ کو محدود نہیں رکھتا اور حضور ﷺ کی تعریف کرنے والے مستشرقین کی تحریروں کو بالا ستیعاب پڑھنے کی کوشش کرتا ہے وہ بہت جلد اس حقیقت تک پہنچ جاتا ہے کہ یہ مستشرق جو بظاہر مصنف نظر آتے ہیں، انہوں نے بھی اسلام کے متعلق مستشرقین کی روایتی رویے سے کنارہ کشی اختیار نہیں کی۔ بلکہ انہوں نے صرف طریق کار بدلا ہے۔ تھامس کارلائل نے مذکورہ بالا اقتباس میں، حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے خلاف لکھنے والے مستشرقین کی خوب خبر لی ہے لیکن جب ہم کارلائل کے اسی لیکچر میں قرآن کے متعلق اس کے

[14] الازہری، پیر محمد کرم شاہ رحمہ اللہ، ضیاء النبی ﷺ، علامہ عبد الرسول ارشد، ج7، ص164، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 1418 ہجری

[15] نارانڈرائے" محمد دی مین اینڈ ہز فیتھ "جارج ایلن اینڈ انون لیمٹڈ لندن 1956 صفحہ نمبر 76 ٹو 173

خیالات کا مطالعہ کرتے ہیں ۔ تو کارلائل کے متعلق ساری غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہیں۔ "منٹگمری واٹ" کا شمار بھی ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے اسلام کے بارے میں نرم رویہ اختیار کیا ہے لیکن اس کی تصنیفات کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے سیرت طیبہ کی ہر خوبی کو خامی بنا کر پیش کرنے کے لیے اپنا پورا زور قلم صرف کیا ہے۔

مستشرقین نے یورپ میں مختلف ادارے قائم کیے جن میں عربی علوم سے واقفیت اور عربی علوم کی منتقلی کا کام جاری ہوا۔ جو اسلام کے خلاف زہریلا مواد تیار کرتے تاہم اس گروہ کے بعض مصنفین کے قلم سے کچھ ایسے علمی کام ہوئے جو خود مستشرقین کے حق میں شدید تنقید تھے۔ چنانچہ رچرڈ سائمن (Reched Simon) نے 1684ء میں مسلمانوں کے عقائد و دیانتداری پر مبنی کتاب لکھی جس پر اس کے ساتھیوں نے اسے مطعون کیا۔ اے ریلنڈ (A Relend) نے بھی اس انداز میں اپنی کتاب تحریر کی۔ فلسفی پیر بیل (Perre Bayle) نے سیرت پر ایک منصفانہ کتاب 1697 ء میں تحریر کی اس صدی میں ہنری اسٹب (D. Henry stubb) نے Rise and Fall of Mohametanism کے نام سے ایک کتاب لکھی جو یقینا اپنی چھوٹی موٹی خامیوں کے باوجود سیرت پر عمدہ تصنیف ہے جس میں غیر جانب دارانہ مطالعہ کے پیش کرنے کے ساتھ مغرب کے فکر کے متعلق معذرت ظاہر کی گئی ہے۔ یہ بھی مستشرقین کے منہ پر ایک زوردار طمانچہ تھا جو ان کے اپنے ہی مصنف نے تصنیف کیا۔[16]

سیرت نبوی پر اعتراضات کے تعلق سے جو باتیں صدیوں سے منتقل ہوتی چلی آرہی تھی وہ ایسی تھی جو آگے چل کر عیسائی اہل قلم اور ماہرین تعصب کا پردہ فاش کرتیں۔ چنانچہ عیسائی دنیا سے اس عناد کے دھبے کو کم کرنے کے لیے مستشرقین سامنے آئے اور اپنے ہم خیال لوگوں کے بعض نظریات کی تردید کی۔ مثلاً اڈورڈ پوکاک نے لکھا ہے کہ معلق تابوت کی کہانی پر مسلمان جی کھول کر ہنستے ہیں اور اس سے محض عیسائی ذہن کی اپج قرار دیتے ہیں۔

کارلائل کا لیکچر:

8 مئی 1840ء کو تھامس کارلائل نے اڈنبرا میں تاریخ کے ہیروز اور ہیروز شپ پر طویل لیکچر دیا اس میں اس نے پیغمبر اسلام کو دنیا کی عظیم ترین شخصیت کے طور پر قبول کیا اور ان کے پیغمبرانہ کام کو تسلیم کیا۔ اس نے اپنی تقریر میں عیسائی دنیا کو خبردار کیا کہ:

محمد ﷺ کے بارے میں ہمارے موجودہ خیالات کہ جو وہ (نعوذ باللہ) ایک دھوکے باز پیغمبر تھے اور ان کا پیش کردہ مذہب خرافات کا مجموعہ ہے غور و فکر کی روشنی میں یہ باتیں بے وزن دکھائی دیتی ہیں۔ جس دروغ گوئی کا انبار ہم نے اس مقدس ہستی کے گرد لگا دیا ہے وہ اس عظیم ہستی کے لیے نہیں، ہم مسیحیوں کے لیے باعث شرم ہیں گزشتہ 12 صدیوں سے کہ نشیب و فراز سے گزرتے ہوئے اس پیغمبر عالی مقام کا پیغام آج بھی 18 کروڑ انسانوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ کیا یہ 18 کروڑ انسان خدا کے بنائے ہوئے نہیں ہیں؟ ان تمام افراد کو بھٹکے ہوئے اور گم کردہ راہ

[16] اسلام، پیغمبر اسلام اور مستشرقین مغرب کا انداز فکر، ص152

سمجھیں تو سوچنے کا مقام ہے کیا جعلی پیغام 12 صدیوں تک اس کامیابی سے آگے بڑھ سکتا ہے؟ کیا میرے ہم مذہب بہن بھائی یہ بات نہیں جانتے کہ آج بھی کرہ ارض پر قرآن کریم کے اصول آگے بڑھ رہے ہیں۔ بناوٹ بناوٹ ہوتی ہے اور اسے ظاہر ہونے میں صدیاں نہیں لگتیں"

انسانی دنیا پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اثرات کی وضاحت کرتے ہوئے اس نے اپنے خطاب میں یہ بھی کہا تھا کہ:

وہ لوگ جو محمد ﷺ کے کردار پر انگشت نمائی کرتے ہیں آپ کو جاننا چاہیے کہ وہ اپنے جھوٹ کا جالا کہاں بنتے ہیں؟ ان لوگوں کے حسد پر جنہوں نے دو تین صدیوں بعد اس مقدس ہستی کے بارے میں کہانیاں گھڑیں۔ خدا کی قسم محمد ﷺ اتنے عظیم انسان تھے کہ اگر انہوں نے کوئی غلطی بھی کی ہوتی تو زمانے بھر کے لیے بھلائی اور خوبی کا معیار بن جاتی ۔ آپ کو ایک راز کی بات بتاتا ہوں۔ نسل در نسل دنیا میں لوگ آتے رہیں گے جاتے رہیں گے۔ صحرا کے اس فرزند کی عظمت کا پوری طرح ایک شخص بھی سمجھ نہ سکے گا۔ ریت کے سمندر میں پیدا ہونے والی ہستی دنیا بھر کو گل راز بنانے کا درس دے گئی ۔"[17]

کارلائل کے اس لیکچر سے مستشرقین کے گروہ میں ہلچل پیدا ہو گئی۔ کیونکہ اس نے مغرب کی معاندانہ رویے کا بھانڈا پھوڑ دیا۔ اب مستشرقین کے دعوے کے دبدبے طنطنے میں بدل گئے۔

کارلائل کے لیکچر کے بعد مستشرقین کے دو گروہ:

اب مستشرقین کے دو گروہ سامنے آئے۔ ایک نے یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ نفسیاتی اعتبار سے رسول ﷺ نارمل تھے۔ لیکن وحی اور پیغام الہی کے بارے میں (نعوذ باللہ) پر خلوص نہیں تھے۔ دوسرے نے کہا کہ وہ پیغام الہی اور فرائض نبوت پر پختہ یقین رکھتے تھے لیکن نعوذ باللہ ذہنی طور پر متوازن نہیں تھے۔ پھر ایک تیسرا گروہ وجود میں آیا جس نے بیچ کی راہ نکالنے کی کوشش کی۔ اس نے کہا کہ غیر مخلص تو نہیں تھے تاہم قرآن کو وہی باور کرنے میں انہیں غلط فہمی ہوئی تھی ۔"[18]

نیک نیتی ان کے کاموں میں کتنی ہے اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ "نکلسن" نے "پامر" کے ترجمہ قران پر دیباچہ لکھا۔ اس میں وہ حضور کے خلوص کا اعتراف کرتا ہے۔ مگر ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتا ہے جب حالات کے جبر کے تحت پیغمبر ایک حکمران اور قانون ساز میں ڈھل گئے تو بھی یہ ایک نفسیاتی ضرورت تھی کہ وہ خود کو الہامی پیغامات کا منتخب ذریعہ سمجھتے رہیں ۔"[19]

---

[17] کارلائل کے خطبے کا اردو ترجمہ ششماہی مجلہ عالمی السیرہ (شمارہ:17 مارچ 2007، ص:322) پاکستان نے شائع کیا ہے۔ Thome Carlyle, The hero as prophet , islam Service Lea gue Dongri, Bomby, p:3.5

[18] اسلام، پیغمبر اسلام اور مستشرقین مغرب کا انداز فکر، ص:164

[19] اسلام، پیغمبرِ اسلام اور مستشرقین مغرب کا انداز فکر ص:164

ویبر نے حضور کے مکی اور مدنی دور میں فرق کیا اور مدنی دور کو خواہشات نفس کی پیروی قرار دیتے ہوئے یہاں تک لکھا کہ وہ مدینے میں حکمراں کے طور پر تھے اور مال و دولت کی ذخیرہ اندوزی میں مصروف ہو گئے۔"[20]

میور نے حضور ﷺ کی شان اقدس میں جو بہتان تراشے ہیں اس کا آئینہ دار اس کی کتاب لائف آف محمد ہے رہ رہ کر اس نے مسلمانوں کے قلب و ذہن کو مسموم کیا ،۔وحی کے متعلق اس نے لکھا کہ اس کے متعلق خود نبی کو یقین نہیں تھا واقعہ غرانیق اور دوسرے امور کو اس نے جو توجیہ کی ہے اس سے اس کے دل کا چور سامنے آ گیا۔"[21]

اسپرنگر، کے نزدیک (نعوذ باللہ) آپ ﷺ ایک بہروپیے سے زیادہ کچھ نہیں تھے اس نے لکھا ہے کہ: اسلام کا کارنامہ ہے۔ یہ ایک بہروپیے (شخص) کی اپنی تعلیمات بھی نہیں، تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس بہروپیے نے اسے اپنی بدکرداری اور ذہنی بےراہروی سے آلودہ کیا اور یہ تمام قابل اعتراضات تعلیمات اس کی اپنی ہیں ۔"[22]

جارج برنارڈ شا سے کون واقف نہیں ہے اس کی علمی بصیرت کے سب ہی قائل ہیں۔ لیکن نبی کی ذات بابرکات کو دبے لفظوں میں اس نے جس انداز سے مجروح کرنے کی کوشش کی ہے اس سے اس کی تمام کاوشیں مشکوک ہو کر رہ جاتی ہیں ۔اور اس سے اس کا عناد کھل کر سامنے آ جاتا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے:

محمد عربی تند خو قبائل کو پتھروں کی پرستش سے ہٹا کر ایک خالص توحید کی منوانے کا عزم تو کر سکتے ہیں مگر حسین خاتون کا رد کرنا ان کے بس میں نہیں تھا۔"[23]

پروفیسر مارگولیتھ نے سیرت نبوی ﷺ پر ایک کتاب تحریر کی۔ بہ قول علامہ سید سلیمان ندوی : اس سے زیادہ زہریلی کوئی کتاب سیرت نبوی پر انگریزی میں نہیں لکھی گئی اس میں اس نے ہر واقعہ کے متعلق انتہائی سند بہم پہنچا کر سیرت نبوی ﷺ کو بگاڑ کر دکھانے کی پوری کوشش کی ہے۔"[24]

منٹگمری واٹ نے محمد ایٹ مکہ (Muhammad at Mecca) محمد ایٹ مدینہ (Muhammad at Medina) اور (Muhammad Prophet and Statesman) کے نام سے سیرت نبوی ﷺ پر کتابیں تحریر کی ہیں۔ اپنی چرب زبانی اور کمال دانشمندی سے اس نے بڑی شہرت حاصل کی۔ مسلم حلقوں میں بھی اس نے خاصہ اثر سوخ حاصل کیا ۔لیکن یہ کتنا بڑا متعصب اور اسلام دشمن تھا اس کے متعلق سید صباح

---

[20] ایضاً، ص: 157-158،،164-165

[21] ایضاً، ص: 165

[22] ایضاً، ص: 165

[23] ایضاً، ص: 208

[24] سید سلیمان ندوی، خطبات مدارس، فرید بک ڈپو، دہلی 2004ء، ص: 61

الدین عبد الرحمن لکھتے ہیں : وہ انہی مستشرقین میں سے ہے جو انتہائی زہریلی باتیں اپنے طاقتور اور ماہرانہ انداز میں کہہ کر اپنی مطلب برادری کی کوشش کرتے ہیں۔"[25]

دورِ جدید کے بعض متعصب مفکرین

مستشرقین نے ایک طرف نبی کو دنیا کا سب سے بڑا معیوب انسان باور کرایا تو دوسری طرف اپنی تحریر میں جگہ جگہ ان کے محاسن بھی بیان کیے ہیں تا کہ توازن برقرار رہے۔ اس کی تفصیل میں جانے کا یہ یہاں موقع نہیں ہے اس طرح کے ذریعے لیٹریچر کو پڑھ کر مغرب میں جو نسل تیار ہوئی ہے یا اس کی فکر سے دوسرے لوگ متاثر ہوئے انہوں نے اپنے بیش روؤں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا اور پورے سرمایہ اسلام پر ہی زبان طعن دراز کرنے لگے۔ ایسے کو مغرب نے خوب سراہا اور داد تحسین دی۔

رابرٹ اسپینسر ایک امریکی مصنف ہے اس نے چھ کتابیں لکھیں ہیں۔ ان کتابوں کا موضوع اسلام اور دہشت گردی ہے وہ اسلام دشمن ویب سائٹ Jhad Watch اور Dhimi Watch کا بھی بانی ہے۔ اس کے صاف واضح ہوتا ہے کہ اس کی دشمنی اسلام اور پیغمبرِ اسلام سے کس حد تک بڑھی ہوئی ہے۔

سرگئی ترفکوچ (Serge Tirfkovich) سربیائی امریکی تاریخ داں اور سیاسی تجزیہ نگار ہے۔ اس کے تجزیوں کا سارا زور اسلام کو ایک پر تشدد مذہب ثابت کرنے اور یہ باور کرانے پر ہے کہ محمد ﷺ کی سیرت نقائص کا مجموعہ ہے۔

گیرٹ ولڈ (Geert Wilders) نیدرلینڈ کا رہنے والا ہے۔ اس نے بار بار قرآن پاک پر پابندی لگانے کی بات کہی ہے اور قرآن کو مغرب کے تمام سے تمام اختلافات کی اصل قرار دیتا ہے اس کی انتہا پسندی تیزی سے یورپ میں مقبول ہو رہی ہے۔ قرآن اور مسلمانوں پر جارحانہ تنقید کر کے سکہ رائج الوقت بنتا جا رہا ہے۔ اس نے محمد ﷺ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ ایک دہشت گرد انسان تھے۔ 2008ء میں اس نے ایک فلم "فتنہ" بنائی جس میں قرآن پر شدید تنقید کی ہے۔ Per Rebertson اسلام پر یہ الزام عائد کرتا ہے کہ یہ بدامنی کا مذہب ہے۔

خلاصہ کلام:

اسلام کی ابتداء سے اب تک دشمن اسلام مختلف طریقوں سے گروہوں کی شکل میں اسلام کے خلاف اپنا زہر اگلتے رہے لیکن اسلام کی چمک دمک پوری آب و تاب سے کائنات کے گوشے گوشے میں پھیلی ہوئی ہے حضور اکرم ﷺ کی سیرت پر سب سے زیادہ دشمنوں نے اپنی ناپاک کوشش کے ذریعے حضور ﷺ کی شان و شوکت کم کرنے کی سازش میں مصروف عمل رہی، لیکن وہ چراغ کیسے گل ہو جائے جس کو روشن کرنے والی ذات رب العالمین نے قرآن مجید میں یہ واضح کر دیا "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ"[26] اور فرمایا "وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى "[27]

---

[25] اسلام اور مستشرق، ص:208

[26] القرآن:94/4

[27] القرآن:93/4

نتائج البحث

استشراق کی تحریک جب سے وجود میں آئی ہے تب سے ہی تین اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جھوٹے اور بے بنیاد پروپگنڈا پھیلا رہی ہے۔ مشرق سے لے کر مغرب تک تقریبا ایک ہی صورتحال ہے اسلام دشمن اور نفرت پر مبنی و تحقیقی کاوشوں کا مرکز و منشا ہمیشہ اسلام کے پیغام کو دنیا میں پھیلنے سے روکتا رہا اور اس مقصد کے لیے مستشرقین نے منکر اور جھوٹی دستانوں اور توجیہات کا سہارا لیا ہے سب سے پہلے قران، سنت، سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہ اسلامی تاریخ اسلام الغرض علوم اسلامیہ کا کوئی گوشہ یا حصہ ایسا نہیں ہے جس پر مستشرقین نے تحقیق نہ کی ہو سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف پہلوؤں اور اسی طرح حدیث مبارکہ و سنت رسول ﷺ کے متعلق لکھنے والے مستشرقین کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے جن میں جوزف ولیم میور ،نابیہ ایبٹ، منٹگمری واٹ وغیرہ قابل ذکر ہیں مستشرقین کی تحریک مختلف ادوار سے گزرتی ہوئی موجودہ زمانے میں بھی داخل ہوتی ہے عصر حاضر میں مسلمان انتہا پسندی اور اسلامی دہشت گردی جیسی اصطلاحات متعارف کروائی گئیں۔

سفارشات

سرورِ کونین ﷺ کی سیرت اور آپ ﷺ کے نقشِ قدم پر چل کر انسانیت فلاح و کامیابی پا سکتی ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی سیرت و سنت کو اپنانے اور اپنے لئے مشعلِ راہ بنانے کی ضرورت ہے، جس پر زندگی کے ہر شعبے اور ہر مرحلے میں خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

سیرتِ طیبہ کو مثبت انداز میں پیش کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے، اور آپ ﷺ کی سیرت و کردار پر جو شبہات کئے گئے ہیں ان کا مثبت جواب دے کر ان شبہات کی حقیقت واضح کر کے انسانیت کو رسولِ رحمت ﷺ کے بارے میں صحیح علمی و مدلل اسلوب میں آگاہی فراہم کی جا سکتی ہے۔

میڈیا اور دیگر ذرائع ابلاغ پر مبلغِ اعظم ﷺ کا صحیح تشخص پیش کیا جائے اور آپ ﷺ کی تعلیمات و اقدامات کی صحیح اور بامعنیٰ تشریح و توضیح کی جائے۔

جس طرح بعض اربابِ مغرب اور دیگر غیر مسلم اقوام مختلف ذرائع ابلاغ کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منفی پروپیگنڈے کے طور پر استعمال کر رہے ہیں اسی طرح مسلمانوں کو چاہئے کہ انہیں مثبت اور بامقصد کاموں کے لئے استعمال کریں۔ اور کولڈ وار کے مقابلے کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھیں۔

مغربی حلقوں بالخصوص مستشرقین کے افکار و نظریات کا تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ کر کے حکمت و بصیرت کے ساتھ مدلل انداز میں ان کے شبہات و تنقیدات کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔